غزوات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مالِ غنیمت اور عماد الدین پادری کے نقطۂ نظر کا تنقیدی جائزہ

محمد اقبال آصف*

محمد اقبال خان**

ایم طارق محمود***

In this article, the pope Ammaad-ud-Din's introduction and his views on "Holy Wars & Maal-e-Ghaneemat" is critically analyzed. In this, wars before arival of Islam, permission to get Maal-e-Ghaneemat to previous prophets, forbidding to attack to soldiers of Islam, forbidding to hurdle the ways and forbidding from robbing to soldiers of Islam are discussed in brief manner. In Short, in this article pope Ammaad-ud-Din's Views about Holy Prophet's (P.B.U.H), revolutionary steps to defend the Muslims and to spread Islam are also presented in realistic manner.

احوال وآثار:

عماد الدین پادری کے بزرگ ہانسی شہر کے باشندے تھے ان کی تفصیل یہ ہے کہ شہر ہانسی میں جو بارہ قطب تھے ان میں سے ایک قطب شیخ جمال الدین تھے ان کے بیٹے شیخ جلال الدین تھے ان کے بیٹے شیخ فتح محمد تھے ان کے بیٹے مولوی محمد سردار تھے ان کے بیٹے مولوی محمد فاضل تھے۔ ان کے بیٹے مولوی محمد سراج الدین تھے۔ عماد الدین پادری اور اس کے بہن بھائی سراج الدین کی اولاد تھے۔

شاہ جہاں کے عہد میں اس کے بزرگوں کو قدرے عروج تھا مرہٹوں کے دور میں بھی املاک انکے قبضہ میں رہی لیکن اس کے دادا مولوی محمد فاضل کے دور میں انگریز سرکار نے ان کی تمام املاک کو ضبط کر لیا اور ان کا گزراوقات تعلیم پر ہی آ ٹھہرا۔(۱)

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبۂ علومِ اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔

** پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شعبۂ علومِ اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔

*** پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شعبۂ علومِ اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔

یہ لوگ پانی پتی مشہور ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے دادا مولوی محمد فاضل نے تباہی املاک کے بعد شہر ہانسی سے اٹھ کر شہر پانی پت میں رہائش اختیار کی پانی پت کا شہر شریف لوگوں کا شہر تھا بڑے متشرع مسلمان قدیم سے اس شہر میں آباد چلے آ رہے تھے کسی زمانہ میں بڑے فاضل اور مشائخ مذہب اسلام اس شہر میں رہتے تھے عربی اور فارسی کتابوں کے بڑے بڑے کتب خانے ان کے پاس موجود تھے۔(۲)

غلام محمد خان افغان جو ایک امیر کبیر آدمی تھے وہ اس شہر کے ایک بڑے رئیس تھے انہوں نے اس کے جد بزرگوار کو اپنی رفاقت میں رکھ لیا ان کی علمیت کی وجہ سے وہ ان کی بہت تعظیم وتکریم کرتا تھا اور ان کی ہر طرح کی معاونت کرتا تھا۔

اس کے دادا مولوی محمد فاضل نے اپنی زندگی اسی شہر میں غلام محمد خان کے ساتھ اچھی عزت وحرمت سے دین اسلام کی پیروی میں بسر کی اس کے بعد اس کے والد مولوی سراج الدین جو اسی شہر میں سکونت پذیر رہے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی شریعت محمدیؐ کی پیروی میں عبادت وریاضت میں گزاری غلام محمد خان افغان کی اولاد ان کی اسی طرح تعظیم وتکریم کرتی رہی۔مولوی سراج الدین بڑی عمر کے ہو گئے تھے مگر ان کے اوقات عبادت میں ہرگز فرق نہ آیا اور انہوں نے اپنی ساری زندگی مذہب اسلام کی پیروی میں عبادت وریاضت میں صرف کی۔(۳)

تذکرہ برادران:

وہ چار حقیقی بھائی تھے اس کا چھوٹا بھائی معین الدین 1865ء میں فوت ہو گیا تھا اس کے سب سے بڑے بھائی مولوی کریم الدین تھے جو کہ اس زمانہ میں بہت بڑے مصنف اور فخر خاندان تھے۔ مدارس حلقہ لاہور کے ڈپٹی انسپکٹر بھی تھے انہوں نے عربی، فارسی اور اردو زبان میں بہت سی کتابیں لکھی تھیں ان کا مذہب اسلام تھا۔

ان کے چھوٹے بھائی منشی خیر الدین تھے جو کہ پہلے لدھیانہ اور ہوشیار پور کے مدارس کے وزیر تھے۔اس کے بعد وہ پانی پت میں اپنے باپ کی خدمت میں رہنے لگے۔وہ بھی بہت سمجھدار اور بے تعصب آدمی تھے ان کا مذہب بھی اسلام تھا۔(۴)

تعلیم وتربیت:

ان سے چھوٹا عماد الدین تھا وہ پندرہ سال کی عمر میں اپنے خویش واقارب کو چھوڑ کر علم حاصل کرنے کیلئے

اکبرآباد میں گیا تھا وہاں پر اس کے بھائی مولوی کریم الدین گورنمنٹ کالج میں مدرس اوّل اردو کے تھے۔اس نے ان کی خدمت میں رہ کر کافی عرصہ تعلیم حاصل کی عمادالدین کے مطابق ان ایام طالب علمی میں جب اسے فرصت ملتی تو فقراء اور علماء کی خدمت میں جا کر دین کا علم حاصل کرتا تھا۔مسجدوں میں اور مولویوں کے گھروں بھی جا کر فقہ،تفسیر،حدیث،ادب،منطق اور فلسفہ وغیرہ سیکھا کرتا تھا۔(۵)

عیسائیوں کی صحبت:

کالج کے زمانہ میں جب وہ طالب علم تھا اور اس نے علوم دینیہ حاصل نہیں کیے تھے ان ایام میں کئی عیسائیوں کی صحبت کے سبب دین محمدی پر شک کرنے لگا اور اعتراض کرنے لگا۔لیکن اس وقت کے مسلمانوں نے اس کے اعتراضات کا جواب دیکر اسے اس خیال سے کنارہ کش کرنے کی کوشش کی اس کے بعد اس کے دوست مولوی صفدر علی ڈپٹی انسپکٹر مدارس جبلپور جو ان ایام میں کالج کے اندر تھے اور اس وقت تک صفدر علی مسلمان تھا بعد میں وہ عیسائی ہوگیا تھا صفدر علی نے اس کے دل کے شکوک معلوم کر کے بڑا افسوس کیا اور اسے کہا کہ تو گمراہ ہوگیا ہے ابھی تک تو نے دین اسلام کی کتابیں تو پڑھی نہیں عیسائیوں نے تجھے گمراہ کر دیا ہے۔صفدر علی نے کہا کہ ایسے خیالات دل سے نکال دے اور دین اسلام کی کتابیں غور سے پڑھنے کے بعد دیکھ کہ کون حق پر ہے چنانچہ یہ صفدر علی اسے اپنے استاد مولوی عبدالحکیم کے پاس لے گیا مولوی عبدالحکیم دین اسلام کے بڑے فاضل اور واعظ تھے مولوی عبدالحکیم نے اس کے اعتراضات کے مدلل جوابات دیے اور قرآن پاک کی کئی آیتیں پڑھ کر سنائیں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا بھی اظہار کیا لیکن چونکہ وہ دل سے عیسائی مذہب قبول کر چکا تھا اس لیے اس پر مولوی عبدالحکیم کی باتوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔(٦)

درس وتدریس:

بظاہر وہ مسلمان تھا اور مسلمانوں کی طرح پانچ وقت کی نماز پڑھتا تھا اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا تھا اسی وجہ سے ڈاکٹر وزیر خان و مولوی محمد مظہر اور دیگر بزرگوں نے اسے اکبرآباد کی بادشاہی جامع مسجد میں پادری فنڈر کے مقابلہ میں قرآن وحدیث کا وعظ کرنے کیلئے مقرر کر دیا تین برس تک وعظ کرتا رہا تفسیریں اور احادیث وغیرہ سنتا سناتا رہا۔

دین اسلام پر شک:

عمادالدین کے مطابق قرآن کی یہ آیت اس کے دل میں کانٹا سا چبھا کرتی تھی۔

وان منکم الا واردھا کان علیٰ ربک حتما مقضیا(۱۷)

یعنی ہر بشر ضرور ایک دفعہ دوزخ میں جائیگا خدا کے اوپر فرض ہے کہ سب کو ایک دفعہ دوزخ میں ضرور لے جائے بعد اس کے جس کو چاہے بخشے (سورۃ مریم آیت:۷۱)

عماد الدین کے مطابق اس آیت کے معنی میں علماء محمد یہ بڑے حیران تھے اور طرح طرح کی تاویلیں کرتے تھے علاوہ ازیں شفاعت کے باب میں کوئی آیت قرآن میں ایسی نہیں جس سے کسی طرح کی امید مسلمان لوگ دل میں رکھ سکیں۔ عماد الدین لکھتا ہے

''جب اس معاملہ میں سوچتا تھا تو بڑی حیرانی ہوتی تھی بعض تو کہتے تھے کہ محمدؐ شفاعت کرادینگے اور اس کی دلیل مسلمانوں کے پاس کوئی نہیں کیونکہ قرآن میں نہیں لکھا کہ محمدؐ تمہارے شفیع ہیں۔ ہاں علامہ جلال الدین سیوطی نے ایک رسالہ اس بارے میں لکھا ہے اور اس دعویٰ کا ثبوت احادیث سے اس رسالہ میں دیا ہے اس رسالہ کو پڑھ کر کچھ تسلی اپنے دل کو دیتا''۔(۸)

ابتداء میں اسلام کے متعلق نظریات:

عماد الدین جانتا تھا کہ مذہب اسلام دنیا کے تمام مذاہب سے بہت اچھا اور برحق ہے لیکن دنیاوی اغراض نے اسے عیسائیت قبول کرنے پر مائل کیا اس کے اپنے الفاظ درج ذیل ہیں۔

''پہلے یہ جانتا تھا کہ دین محمدی سارے جہاں کے دینوں سے اچھا ہے کیونکہ دین عیسائی کو مولوی رحمت اللہ اور وزیر خان وغیرہ نے اپنے زعم میں باطل ثابت کر دیا تھا اور وہ بڑا مباحثہ جو پادری فنڈر سے علماء محمد یہ نے آگرہ میں کیا تھا میں بھی اس میں موجود تھا اور کتاب استفسار وازالۃ الاوہام اور اعجاز عیسوی جو کہ دین عیسائی کے رد میں محمدیوں نے لکھے ہیں بنظر سرسری پڑھ چکا تھا اس لیے دین عیسائی کو باطل سمجھتا تھا بلکہ ہمیشہ اپنے وعظ میں اپنے شاگردوں کو اس دین (دین عیسائی) کے نقصان دکھلایا کرتا تھا چنانچہ ایک دفعہ اکبر آباد کی جامع مسجد میں جب میں وعظ کرتا تھا ڈاکٹر ہنڈریسن انسپکٹر مدارس حلقہ میرٹھ اور مسٹر فالن انسپکٹر مدارس بہادر معہ مولوی کریم الدین صاحب کے وعظ سننے کے لیے مسجد میں آئے اس وقت میں دین عیسائی کی مذمت میں مسلمانوں کو سنا رہا تھا اور ایسا تعصب میرے اندر تھا کہ میں نے ان حاکموں کے سامنے بھی اپنے آپ کو نہ روکا غرض کہ دین عیسائی کا میں بڑا مخالف تھا''۔(۹)

لاہور میں عیسائیت کی تعلیم وتربیت:

اس کے بعد وہ لاہور آ گیا لاہور میں مسٹر میگن تاش ہیڈ ماسٹر نارمل سکول لاہور کی خدمت میں رہنے لگا وہ دین عیسائی کا پیروکار تھا وہ ایک دیندار اور فاضل تھا وہ میگن تاش سے عیسائی مذہب کی تعلیمات حاصل کرنے لگا جب وہ مسٹر میگن تاش کی خدمت میں تعلیم حاصل کر رہا تھا تو اس وقت جبلپور سے صفدر علی کے عیسائی ہونے کی خبر آئی اسکے بعد اس نے انجیل وتوریت منگوائی اور میگن تاش سے کہا کہ مہربانی فرما کر مجھے انجیل سمجھا کر پڑھا دیں میگن تاش نے بڑی خوشی سے اس کو انجیل پڑھانی شروع کر دی۔ متی کے ساتویں باب تک جب اس نے پڑھا تو وہ دین اسلام سے اور بھی پھر گیا اور دین اسلام پر زیادہ شک کرنے لگا۔(۱۰)

عیسائیت کا قبول کرنا:

اس کے بعد وہ امرتسر گیا وہاں قسیس رابرٹ کلارک کے ہاتھ سے چرچ مشن میں بپتسمہ لیا اس کی خدمت میں جا کر اصطباغ لینے کا بڑا سبب یہ ہوا کہ تمام پادریوں سے پہلے کلارک نے بذریعہ خط کے دین عیسائی کا پیغام اس کے پاس لاہور میں بھیج دیا تھا اس لیے اس نے اس کے ہاتھ سے اصطباغ لینا مناسب سمجھا وہ اس کی دینداری اور سرگرمی سے بھی بہت خوش ہوا اس کے بعد اس نے ایک کتاب تحقیق الایمان لکھی۔(۱۱)

پادری فورمن اور پادری گروداس سے عیسائیت کی تعلیم وتربیت:

اس کے بعد وہ لاہور میں رہنے لگا وہاں وہ پادری فورمن اور پادری گروداس سے ملا اور ان دونوں سے دین عیسائی کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ اس نے فورمن اور پادری گروداس سے عیسائیت کی اہم تعلیم حاصل کی تھی گرجا گھر میں جا کر ان کی صحبت سے فیضیاب ہوتا تھا اس کے علاوہ اس نے پادری نیوٹن سے بھی دین عیسائی کا کافی فیض حاصل کیا تھا اور بہت سی مشکلات دینی ان سے حل کروائے تھے۔(۱۲)

رشتہ داروں کی ناراضگی:

اس کے عیسائی ہونے پر اس کے تمام رشتہ دار اس کے بھائی اور اس کے والد اس کے خلاف ہو گئے تھے انہوں نے اس سے اپنے تعلقات ختم کر لیے تھے البتہ کچھ عرصہ بعد اس کی بیوی اس کے پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں اس کی کوشش سے عیسائی بن گئے تھے۔

تصانیف:

اس کے بعد اس نے عیسائیت کی تبلیغ اور فروغ کیلئے کچھ کتابیں لکھیں جن کی فہرست درج ذیل ہے۔

۱۔	تحقیق الایمان	۲۔	ہدایت المسلمین
۳۔	حقیقی عرفان	۴۔	نغمہ طنبوری
۵۔	تعلیم محمدیؐ	۶۔	تاریخ محمدیؐ
۷۔	اتفاقی مباحثہ	۸۔	آثار قیامت
۹۔	تفسیر مکاشفات	۱۰۔	واقعات عمادیہ (۱۳)

احادیث پر عمادالدین کی تنقید:

اس کے بعد وہ احادیث کے بارے میں تنقید کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اہل اسلام نے پہلی اور دوسری صدی میں حدیثیں بنا کر محمدؐ کی طرف منسوب کیں تھیں جن کو محدثین نے موضوع اور باطل سمجھ کر احادیث سے خارج کر دیا اور کئی کتابیں موضوعات کی آج تک پائی جاتی ہیں بلکہ کئی فرقوں کے لوگ ان موضوعات پر آج تک عمل بھی کر رہے ہیں۔

عمادالدین احادیث پر تنقید کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ان احادیث سے ہم یہ بات معلوم کرتے ہیں۔ کہ ان مصنفوں نے تین قسم کی باتیں بیان کیں۔

اول تو اریخ اور انبیاء کے قصص اور آنحضرتؐ کے فضائل اور ان کے حالات اور ان کے اقربا کے بیانات۔ ان بیانات میں بعض بیانات درست بھی معلوم ہوتے ہیں۔ اور بعض بیان کا یقین ثبوت رسالت محمدیہ پر موقوف ہے جب تک ان کی رسالت ثابت نہ ہو ان کے آسمانی اور غیبی بیانات جو سلف کی نسبت ہیں مقبول نہیں ہو سکتے۔

اس سے آگے عمادالدین قرآن وحدیث پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

> ''ان محدثوں نے محمد صاحب کی تعلیم پر جو قرآن میں ہے حدیثوں سے حاشیہ بندی اور تفسیر کی ہے اور جو جو مضامین محمد صاحب سے قرآن مجید میں فروگزاشت ہوئے تھے یا واضح کر کے بیان نہ ہو سکے تھے حدیثوں کی چپیاں لگا کر درست فرمائے ہیں اور اپنے گمان میں مضامین قرآن کو واضح کیا ہے''۔ (۱۴)

قرآن پر عمادالدین کی تنقید:

اس کے بعد عمادالدین قرآن پر تنقید کرتے ہوئے قرآن کے متعلق لکھتا ہے

''قرآن کا یہ حال ہے کہ ایک قرآن تو زید بن ثابت نے جمع کیا اور ایک سابق میں خلیفہ ابوبکر نے جن کو خلیفہ عثمان نے جلا دیا اور متفرق اوراق جو بیشتر اس قرآن کے جاری تھے اور منسوب آنحضرت بھی تھے اُن کے لکھنے والے اصحاب ہی تھے بلکہ خلیفہ ابوبکر جیسا معتبر ان کا جامع تھا وہ سب جلائے گئے اور شیعہ لوگ لڑتے ہی رہ گئے کہ ہمارے علی کی تعریف کی آیات نہ نکالو بلکہ آج تک سورۃ احزاب کے پورا نہ ہونے کے قائل ہیں اور دبستان المذاہب میں لکھا ہے کہ شیعہ کہتے ہیں کہ بہت سی سورتیں قرآن میں لکھی نہیں گئیں''۔(۱۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزوں پر تنقید:

تحقیق الایمان کے پہلے باب میں عماد الدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پانچ معجزوں کا ذکر کرتا ہے پہلے اس نے ایک ایک معجزہ بیان کیا ہے پھر ہر معجزہ کے آخر میں اس معجزہ کا انکار کر دیا ہے معراج کے معجزے کے بارے میں عماد الدین لکھتا ہے۔

''بہر حال یہ معجزہ نہیں ہوسکتا اس لیے کہ یہ خواب وخیال ہے اور کسی کے سامنے ظہور میں نہیں آیا''(۱۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئیوں پر عماد الدین کی تنقید:

اس کے بعد اس سے اگلی فصل میں عماد الدین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پانچ پیشین گوئیوں کا ذکر کیا ہے پہلی پیشین گوئی قرآن کی سورۃ بنی اسرائیل میں ہے انْ یاّ تو بمثل ۔۔۔۔۔۔ یعنی قرآن کی نسبت کبھی کوئی عبارت نہ بنا سکیں گے۔

عماد الدین کے مطابق درج بالا قرآن کی پیش گوئی مسیلمہ کذاب پر صادق ثابت نہیں ہوتیں۔

اسی طرح وہ ایک ایک پیشین گوئی لکھتا ہے اور ہر پیشین گوئی کے آخر میں اس کی تردید کرتا ہے چوتھی پیشین گوئی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ میں فاتحانہ داخلے کی پیش گوئی کی تردید میں عماد الدین لکھتا ہے کہ

''آنحضرت نے اپنی فراست اور عقل سے کام لیکر یہ بتایا تھا اور اس میں ان شاء اللہ کی قید بھی ہے اس لیے یہ آنحضرت کی پیشین گوئی نہیں ہے''(۱۷)

اس کے آگے عماد الدین لکھتا ہے کہ کسی نبی نے آنحضرت کی آمد کی خبر نہیں دی اور تیس خبریں جو توریت اور انجیل سے نکال کر جو مولوی رحمت اللہ نے ازالۃ الاوہام میں بیان کی ہیں اس کے معنی مولوی صاحب نہیں سمجھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم پر تنقید:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم کے بارے میں عمادالدین کہتا ہے کہ آنحضرت کی تعلیم خراب تھی اچھی باتیں توریت اور انجیل سے چوری ہو کر قرآن میں درج ہوئی ہیں ساری محمدی تعلیم جسمانی اور مجازی تھی روحانی نہیں تھی۔(۱۸)

قیامت کے بارے میں عمادالدین کے نظریات:

عمادالدین کی ایک اور تصنیف آثار قیامت ہے اس میں وہ لکھتا ہے کہ اس نے اپنے پیاروں کو قیامت کیلئے تیار کرنے کیلئے یہ کتاب لکھی ہے تاکہ وہ غفلت میں نہ رہیں وہ قیامت کے بارے میں ثبوت انبیاء سابقین کی کتب سے لکھتا ہے۔

حضرت داؤد کی کتاب زبور باب 17 آیت 15 میں ہے

''میں جب جاگوں گا تو تیرا دیدار حاصل کروں گا'' (۱۹)

یعنی قیامت کے دن جب دوسرے مردوں کے ساتھ اٹھوں گا تو اللہ تعالیٰ کا دیدار کروں گا۔اور یسیعیاہ پیغمبر کی کتاب کے باب نمبر22 اور آیت 15 میں ہے۔

''تیرے مردے جی اٹھیں گے میری لاش سمیت وہ اٹھ کھڑے ہوں گے''(۲۰)

عمادالدین کہتا ہے کہ سیدنا مسیح نے بھی اپنی تعلیم میں قیامت کا بار بار ذکر کیا ہے اور پولوس رسول بھی یقین دلاتے ہیں کہ قیامت ضرور آئے گی مردے جی اٹھیں گے۔

اس کے آگے عمادالدین اپنی تصنیف آثار قیامت میں لکھتا ہے کہ قیامت ضرور آئے گی اس بات کیلئے وہ پہلی دلیل یہ دیتا ہے کہ قدرت کے سامنے سب کچھ محال ہے یعنی مردوں کا زندہ کرنا وغیرہ۔

دوسری دلیل گیہوں کے دانے کی دیتا ہے کہ جب وہ زمین میں مرجاتا ہے تو بہت پھل لاتا ہے۔تیسری دلیل یہ دیتا ہے کہ جس طرح سیدنا مسیح نے بعض مردوں کو زندہ کر دیا اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی دوبارہ زندہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔

قیامت کے دن حضرت عیسیٰؑ کے قدرت وجلال کا تذکرہ:

عمادالدین اپنی تصنیف آثار قیامت کے آخر میں لکھتا ہے کہ قیامت کے دن تمام قومیں پریشان ہو کر چھاتی پیٹیں گی اس دن خدا کا بیٹا حضرت عیسیٰؑ بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ ظاہر ہوں گے عیسائیوں میں

اڑنے کی طاقت آجائے گی اور سب عیسائی ہوا میں اڑتے ہوئے مسیح کا استقبال کریں گے۔(۲۱)

عمادالدین کی ایک تصنیف واقعات عمادیہ ہے اس میں اس نے اپنے اور اپنے بزرگوں کے مختصر حالات زندگی بیان کیے ہیں اور اسی واقعات عمادیہ میں اس نے اپنے عیسائی ہونے کے واقعات بیان کیے ہیں عماد الدین کی ایک اور تصنیف تواریخ محمدی ہے اس میں اس نے آنحضرتؐ کے حالات زندگی لکھے ہیں اور ہر جگہ پر طنز اور تنقید کی ہے۔

وفات:

عمادالدین نے 1866ء میں اپنی سوانح عمری ''واقعات عمادیہ'' کے نام سے لکھی تھی اور وہ 1900ء میں فوت ہوا تھا۔(۲۲)

غزواتِ نبویؐ اور مالِ غنیمت کے متعلق عمادالدین کے نظریات کا جائزہ:

عمادالدین پادری نے جہاں سیرت النبیؐ پر بہت سے بے بنیاد اعتراضات کیے ہیں۔ وہاں اس نے آنحضرتؐ کے ہر غزوہ اور سریہ کو لوٹ مار قرار دیا ہے۔عمادالدین پادری ''تواریخ محمدی'' میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام کے بارے میں ''رہزن'' جیسے غیر مہذب الفاظ استعمال کرتا ہے۔غزوہ بواط کے متعلق عمادالدین پادری کے خیالات کے مطابق محمدؐ اپنے چالیس ساتھیوں کے ہمراہ سوآدمیوں کے قافلے اور پچیس سوشتروں کو لوٹنے کے لئے گئے تھے جس کی وجہ سے یہ غزوہ رونما ہوا۔الغرض اسی طرح وہ دیگر غزوات و سرایا کے متعلق بھی طعن وتشنیع کرتا ہے۔

قبل از اسلام عرب میں جنگ اور لوٹ مار:

سب سے پہلے اس بات کا مختصر جائزہ لیا جائے گا کہ قبل از اسلام عرب میں جنگیں کیسے ہوتی تھیں ان جنگوں کا مقصد کیا ہوتا تھا ان جنگوں میں لوٹ مار کیسے کی جاتی تھی تاکہ مدنی دور کے غزوات سے ان جنگوں کا موازنہ کیا جاسکے۔

عرب ایک ویران ملک تھا وہاں کسی قسم کی پیداوار نہیں ہوتی تھی۔ جو لوگوں کے معاش کا ذریعہ ہو لوگ ان پڑھ اور جاہل تھے۔قدرتی سامان صرف بھیڑ بکریاں اور اونٹ تھے لوگ ان کا دودھ پیتے اور ان کا گوشت کھا کر گزارہ کرتے تھے۔بھیڑ بکریوں کی اون سے کمبل بنائے جاتے تھے لیکن یہ جائیداد بھی ہر شخص کو میسر نہ تھی اگر کسی کو میسر تھی تو اس سے ان کی ضرورت پوری نہیں ہوتی تھی۔اس لئے اہل عرب کو لوٹ مار کرنا پڑتی تھی اہل عرب

کی معاش کا سب سے بڑا ذریعہ غارت گری قرار پایا۔

چونکہ لوٹ میں زیادہ تر بکریاں ہاتھ آتی تھیں بکری کو عربی میں غنم کہتے ہیں اس لئے لوٹ کے مال کو عربی میں غنیمت کہنے لگے پھر یہ لفظ اتنا عام ہوا کہ قیصر و کسریٰ کا تاج وتخت لٹ کر آیا تو اس نام سے پکارا گیا۔

ضرورت معاش کی وجہ سے عرب کے تمام قبائل ایک دوسرے پر ڈاکہ ڈالتے اور لوٹ مار کرتے تھے اسی وجہ سے تمام عرب میں لوٹ مار اور جنگ عام ہوگئی ان جنگوں میں کسی قبیلہ کا کوئی فرد قتل ہوجاتا تو لڑائی کئی سالوں تک بلکہ صدیوں تک جاری رہتی اور اس جنگ میں فریقین کے کئی لوگ کام آتے تھے۔صرف حج کے زمانے میں مذہبی خیال سے چار مہینے لڑائیاں بند ہوجاتی تھیں۔لیکن مسلسل تین ماہ تک معاش کا معطل رہنا ان کو بہت گراں گزرتا تھا اس لئے انہوں نے ایک نئی رسم بنالی کہ حسب ضرورت ان مہینوں کو دوسرے مہینوں میں تبدیل کر لیتے تھے۔ وہ محرم کو صفر اور صفر کو محرم کر دیا کرتے تھے تا کہ پے در پے تین مہینے تک لڑائی سے محروم نہ ہوجائیں۔(۲۳)

ان لڑائیوں کی اصل وجہ لوٹ مار تھا۔ جو ان کا ذریعہ معاش تھا اس لئے اہل عرب کو سب سے محبوب چیز مال غنیمت تھا لوگ لوٹ مار کے مال کو سب سے زیادہ حلال وطیب سمجھتے تھے لوگوں کے دل ودماغ میں یہ عقیدہ اتنا پختہ ہوگیا کہ اسلام کے بعد ایک عرصہ تک قائم رہا جس طرح پیغمبر اسلام نے ممنوعات شرعیہ کو بتدریج حرام اور ممنوع کیا غنیمت کے متعلق احکامات بھی بتدریج اور آہستہ آہستہ دیے۔

مثال کے طور پر لوگوں کو اس وقت شراب سے بہت زیادہ رغبت تھی اللہ تعالیٰ نے شراب کی ممانعت کے احکامات تدریجاً اور آہستہ آہستہ نازل فرمائے تا کہ لوگ اسلام کو بوجھ نہ سمجھیں جوں جوں مسلمانوں کے دل میں اسلام کی محبت راسخ ہوتی گئی اسی طرح شارع نے ممنوعات شرعیہ کو تدریجاً حرام اور ممنوع قرار دیا۔

اسی طرح مال غنیمت کی جو محبت لوگوں کے دلوں میں راسخ ہوگئی تھی مال غنیمت کو ممنوع قرار دینے کیلئے ایک عرصہ کی ضرورت تھی کیونکہ یہ نہایت ضروری تھا کہ مسلمانوں کے دل میں پہلے اسلام کی محبت راسخ ہوجائے اور مال غنیمت سے مسلمانوں کو آہستہ آہستہ روکا جائے کیونکہ جو رسم ایک دو سال کی نہیں سینکڑوں سالوں سے آرہی تھی اور وہ جائز سمجھی جاتی تھی اس رسم کو ختم کرنے کیلئے ایک عرصہ درکار ہوتا ہے۔

سابقہ انبیاء کو مال غنیمت کے حصول کی اجازت:

یہاں سب سے پہلے اس بات کا جائزہ لیا جائے گا کہ صرف پیغمبر اسلام نے غزوات میں مال غنیمت کے حصول کی اجازت دی تھی یا سابقہ انبیاء کو بھی مال غنیمت اور لوٹ مار کی اجازت تھی۔الہامی کتب میں سابقہ

انبیاء کے مال غنیمت کے حصول کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ جن میں سے صرف چند ایک کا یہاں تذکرہ کیا جائے گا۔

مثال نمبر 1:

کتاب استثناء باب 20 آیت 10 تا 14 میں ہے کہ

''جب تو کسی شہر سے جنگ کرنے کو اس کے نزدیک پہنچے تو پہلے اسے صلح کا پیغام دینا اگر وہ تجھ کو صلح کا جواب دے تو وہاں کے سب باشندے تیرے باجگزار بن کر تیری خدمت کریں اور اگر وہ تجھ سے صلح نہ کرے بلکہ تجھ سے لڑنا چاہے تو ان کا محاصرہ کرنا اور جب خداوند تیرا خدا اسے تیرے قبضہ میں کر دے تو وہاں کے ہر مرد کو تلوار سے قتل کر ڈالنا لیکن عورتوں اور بال بچوں اور چوپایوں اور اس شہر کے سب مال اور لوٹ کو اپنے لیے رکھ لینا اور تو اپنے دشمنوں کی اس لوٹ کو جو خداوند تیرے خدا نے تجھے دی ہو کھانا''۔(۲۴)

ان آیات بالا میں حضرت موسیٰؑ کو نہ صرف قتل و غارت کی اجازت دی گئی ہے بلکہ اس شہر کی عورتیں، بال بچوں اور چوپاؤں کے حصول کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے۔ نہ صرف یہ کہ بلکہ دشمنوں کے اس شہر سے جو بھی لوٹ کا مال ملا اس کے کھانے کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے۔ عماد الدین پادری جو آنحضرتؐ کے تمام غزوات اور سرایا کو لوٹ مار کے نام سے یاد کرتا ہے میں اس سے پوچھتا ہوں کہ آیا کہ سابقہ پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ نے لوٹ مار کی اجازت نہ دی تھی پیغمبر اسلام نے یہ کوئی نیا کام نہیں کیا۔

مثال نمبر 2:

کتاب گنتی باب 31 آیت 7 تا 10 میں ہے کہ

''اور جیسا خداوند نے موسیٰؑ کو حکم دیا تھا اس کے مطابق انہوں نے مدیانیوں سے جنگ کی اور سب مردوں کو قتل کر دیا اور انہوں نے ان مقتولوں کے سوا عدی اور رقم اور صور اور حور اور ذبع کو جو مدیان کے پانچ بادشاہ تھے جان سے مارا اور بعور کے بیٹے بلعام کو بھی تلوار سے قتل کیا اور بنی اسرائیل نے مدیان کی عورتوں اور ان کے بچوں کو اسیر کیا اور ان کے چوپائے اور بھیڑ بکریاں اور مال و اسباب سب کچھ لوٹ لیا اور ان کی سکونت گاہوں کے سب شہروں کو جن میں وہ رہتے تھے اور ان کی سب چھاؤنیوں کو آگ سے

پھونک دیا'' (۲۵)

درج بالا آیات میں حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مدیانیوں سے جنگ کی اوران کے تمام مردوں کو قتل کر دیا اس کے علاوہ مدیان کے پانچ بادشاہوں اور بعور کے بیٹے کو بھی قتل کیا اس کے بعد بنی اسرائیل نے مدیان کی عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا ان کے چوپائے اور بھیڑ بکریاں اور مال واسباب سب کچھ لوٹ لیا۔ان تمام احکامات کی حضرت موسیٰؑ کو اجازت کس نے دی تھی یہ سب کچھ حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کیا تھا۔دوسرے لفظوں میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ درج بالا آیات میں حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مدیان کے تمام مردوں پانچ بادشاہوں اور بعور کے بیٹے کو قتل کیا اور اس شہر کی تمام عورتوں بچوں اور چوپاؤں اور تمام مال واسباب کو لوٹ لیا۔ان تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ کی رضا تھی۔دشمنان اسلام پیغمبر اسلام کے تمام غزوات وسرایا کو کیوں لوٹ مار قرار دیتے ہیں۔

مجاہدین اسلام کو حملہ کی ممانعت:

اسلام کی تبلیغ کیلئے جو سرایا بھیجے جاتے تھے ان کی حفاظت کیلئے کچھ فوج بھی ان کے ساتھ بھیجی جاتی تھی مجاہدین کو اس بات کی وضاحت کر دی جاتی تھی کہ آپ کا مقصد اسلام کی تبلیغ ہے لڑائی بھڑائی نہیں چنانچہ ابن سعد اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

بعثهٔ اِلیٰ بنی جزیمه داعیا اِلی الاسلام ولم یبعثه مقاتلا (۲۶)

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد کو بنی جزیمہ کی طرف بھیجا دعوت اسلام کیلئے نہ کہ لڑنے کیلئے۔

علامہ طبری اس موقع پر لکھتے ہیں۔

قد کان رسول اللہِ صلی اللہ علیه وسلم بعث فیما حول مکة السرایا تدعوٓالی الله عزوجل لم یا مرهم بقتال (۲۷)

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کے اطراف میں سرایا بھیجے دعوت اسلام کیلئے اوران کو لڑائی کا حکم نہیں دیا۔

اس کے باوجود حضرت خالدؓ نے تلوار سے کام لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ خبر سنی تو آپؐ کھڑے ہو گئے اور قبلہ رو ہو کر کہا۔اے خدا خالد نے جو کچھ کیا ہے میں اس سے بری ہوں۔تین دفعہ یہ الفاظ فرمائے پھر حضرت علیؓ کو بھیجا۔جنہوں نے ایک ایک بچہ کا یہاں تک کہ کتوں کا خون بہا ادا کیا اور اس پر مزید رقم دی واقع با اختلاف الفاظ حدیث کی کتابوں میں بھی مذکور ہے۔(۲۸)

صحیح بخاری میں یہ واقعہ ان الفاظ میں درج ہے۔

عبد الله بن عمر رضی الله عنهما قال بعث النبی صلی الله علیه وسلم خالد بن ولید الی بنی جزیمه فدعا هم الی الاسلام فلم یحسنوا ان یقولو اسلمنا فجعلو یقولون صباء نا فجعل خالد یقتل منهم ویا سر ودفع علی کل رجل منا اسیره حتی اذا کان یوم امر خالد ان یقتل کل رجل منا اسیره حتی قدمنا علی النبی صلی الله علیه وسلم فذکرناه فدفع النبی صلی الله علیه وسلم یده وقال اللهم انی ابراء الیک مما صنع خالد مرتین(۲۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید کو بنی جزیمہ کی طرف بھیجا تو خالدؓ نے انہیں اسلام کی دعوت دی انہوں نے اسلمنا کہنا اچھا نہ جانا بلکہ صبانا صبانا کہنے لگے جس پر خالد نے انہیں اور بعض کو قید کر کے ہم میں سے ہر ایک کو ایک قیدی دے دیا پھر ایک روز خالدؓ نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے قیدی کو مار ڈالے لیکن میں نے کہا خدا کی قسم میں اپنے قیدی کو ہرگز نہ ماروں گا اور نہ کوئی میرا ساتھی اپنے قیدی کو مارے گا پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ سے یہ قصہ بیان کیا گیا تو آپؐ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر فرمایا ''اے اللہ میں خالد کے فعل سے بری ہوں یہ دو مرتبہ فرمایا۔

10ھ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو تین سواروں کے ساتھ یمن بھیجا تو آپؐ نے فرمایا:

فاذ انزلت بساحتهم فلا تقا تلهم حتی یقاتلوک(۳۰)

جب تم وہاں پہنچ جاؤ جب تک تم پر کوئی حملہ نہ کرے تم نہ لڑنا۔

درج بالا واقعات اور حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صحابہ کرامؓ کو اسلام کی تبلیغ کے لیے بھیجتے تھے تو ان کی حفاظت کے لئے کچھ مجاہدین بھی ان کے ساتھ بھیجے جاتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صحابہ کرامؓ کو روانہ کرتے تھے تو ان کو نصیحت فرماتے تھے کہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دینی ہے ان سے لڑنا بھڑنا نہیں ہے لیکن اگر کوئی ان پر حملہ کر دے تب مجاہدین کو اپنی حفاظت کے کیے ان سے جہاد کی اجازت تھی۔ طبقات ابن سعد میں ابن سعد لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو بنی حزیمہ کی طرف دعوت اسلام کے لئے بھیجا تھا نہ کہ ان سے لڑنے کیلئے علامہ طبری تاریخ طبری میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کے اطراف میں سرایا دعوت اسلام کے لئے بھیجے اور ان کو لڑائی کا حکم نہیں دیا۔

بخاری شریف کی حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو تلوار سے کام لینے کی اجازت نہیں دی تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ اٹھا کر فرمایا تھا کہ اے اللہ میں خالد کے اس فعل سے بری ہوں۔

مجاہدین اسلام کو راستہ روک کر جہاد کرنے کی ممانعت:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجاہدین اسلام کو راستہ روک کر لڑنے سے ممانعت کی تھی کیونکہ اگر کوئی لڑنا نہیں چاہتا بھاگنا چاہتا ہے تو بھاگ جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر اعلان فرمایا تھا کہ جو کوئی ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا یا اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھا رہے گا اس کو امان دی جائے گی اور جو کوئی خانہ کعبہ میں پناہ لے گا اس کو پناہ ہے۔ ابوداؤد میں حضرت معاذ بن انس سے روایت ہے۔

غزوت مع نبی الله صلى الله عليه وسلم كذاو كذا فضيق الناس المنازل وقطعو الطريق فبعث النبى صلى الله عليه وسلّم مناديا ينادى فى االناس ان من ضيّق منزلا وقطع طريقا فلا جهادله .(۳۱)

میں فلاں غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا لوگوں نے دوسروں کے پڑاؤ پر ان کو تنگ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا جس نے منادی کی جو دوسروں کو گھروں میں تنگ کرے گا یا لوٹے مارے گا اس کا جہاد قبول نہیں۔

ابوداؤد میں ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ لوگ ادھر ادھر نہ پھیل جایا کریں تو لوگ اس طرح سمٹ کر پڑاؤ ڈالتے تھے کہ ایک چادر تان دی جاتی تو سب اس کے نیچے آجاتے۔(۳۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مال غنیمت سے رغبت کم کرنے کی کوشش:

مال غنیمت سے لوگوں کو اس طرح دلی لگاؤ تھا کہ لڑائی کا سبب بھی یہی ہوتا تھا اس کی اصلاح کیلئے تدریج سے کام لینا پڑا جاہلیت میں غنیمت محبوب ترین چیز تھی۔ اسلام میں بھی ایک مدت تک اس کو ثواب سمجھتے تھے۔ جس طرح اسلام نے بعض دوسری چیزوں کی ممانعت تدریجاً کی تھی اسی طرح مال غنیمت کی ممانعت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تدریجاً کی تا کہ جب اسلام کی محبت مسلمانوں کے دل میں راسخ ہو جائے تو اسکی ممانعت تدریجاً کی جائے آنحضرتؐ نے مال غنیمت کی ممانعت تدریجاً کی ابوداؤد میں ہے ایک شخص نے آنحضرتؐ سے پوچھا۔

رجل يريد جهاد ا في سبيل الله وهو يبتغي عرضا من عرض الدنيا فقال النبي صلى الله عليه وسلم لا اجرله فا عظم ذلک الناس وقالو اللرجل عد لرسول الله صلى الله عليه وسلم فلعک لم تفهمه(۳۳)

ایک شخص خدا کی راہ میں جہاد کرنا چاہتا ہے۔ لیکن کچھ دنیاوی فائدہ بھی چاہتا ہے آپؐ نے فرمایا اس کو کچھ ثواب نہیں ملے گا۔ یہ امر لوگوں کو بہت عجیب معلوم ہوا اور لوگوں نے اس شخص سے کہا کہ پھر جا کر پوچھو غالباً تم نے آنحضرتؐ کا مطلب نہیں سمجھا بار بار لوگوں نے دریافت کرنے کیلئے بھیجا لوگوں کو یقین نہیں آتا تھا کہ آنحضرتؐ نے ایسا فرمایا ہوگا بالآخر جب آپؐ نے تیسری مرتبہ یہی فرمایا کہ (لا اجر لہٗ) یعنی اس کو کوئی ثواب نہیں ملے گا تب لوگوں کو یقین آیا۔

ایک دفعہ آنحضرتؐ نے چند صحابہؓ کو ایک قبیلہ کے مقابلہ کیلئے بھیجا اس میں سے ایک صحابی آگے نکلے قبیلہ والے روتے ہوئے اس صحابی کے پاس آئے اس صحابی نے کہا کہ لا اِلٰہ اِلّا اللہ کہو تو تمہاری جان بچ جائے گی لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور حملہ سے بچ گئے اس پر ساتھیوں نے ان کی ملامت کی تم نے ہم لوگوں کو غنیمت سے محروم کر دیا ہے۔

سنن ابی داؤد میں یہ واقعہ ان لفاظ میں درج ہے۔

حَدَّثُنَاعمروبن عثمان الحمصي ومؤمل بن الفضل الحراني وعلي بن سهل الرملي ومحمد بن المصفي قالوانا الوليدنا عبد الرحمن بن حسان الكناني قال حدثني مسلم بن الحارث بن مسلم التميمي عن ابيه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال نحوه الٰى قوله جوار منها الا انه قال فيهماقبل ان تكلم احدا قال علي بن سهل فيه ان اباه حدثه وقال علي وابن المصفٰى قال بعثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم في سرية فلما بلغنا المغار استحثثت فرسي نسبقت اصحابي وتلقاني الحي بالرنين فقلت لهم قولوا لا اله الا الله تحرز و افقالوها فلا مني اصحابي فقالوا احرمتنا الغنيمة فلما قدمو اعلى رسول الله صلى الله عليه وسلم اخبروه بالذي منعت فدعاني فحسن لي مامنعت وقا ل ما ان الله

قد كتب لك من كل انسان منهم كذا كذا قال عبد الرحمن فانا نسيت الثواب ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما انى ساكتب لك بالوصاة بعدى قال ففعل وختم عليه ودفعه الى وقال ا ثم ذكر معناهم وقا ل ابن المصفى قال سمعت الحارث بن مسلم بن الحارث التميمى يحدث عن ابيه.(۳۴)

عمرو بن عثمان اور مؤمل بن فضل اور علی بن سہل اور محمد بن مصفی، ولید، عبدالرحمٰن، مسلم بن حارث، حارث بن مسلم تمیمی سے ایسی ہی روایت ہے جیسے اوپر گزری مگر اتنا زیادہ ہے اس روایت میں کہ نماز مغرب اور صبح کے بعد یہ دعا پڑھے کسی سے بات کرنے سے پہلے اور اسی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک لشکر کے ٹکڑے میں روانہ کیا جب ہم اس موضع پر پہنچے جس کے لوٹنے کے لئے گئے تھے تو میں نے اپنے گھوڑے کو تیز کیا اور سب ساتھیوں سے آگے ہو گیا، موضع والوں نے چلانا شروع کر دیا میں نے ان سے کہا کہ تم لا اله الا لله کہو تو بچ جاؤ گئے۔ انہوں نے لا اله الا للـه کہا میرے ساتھی مجھ پر خفا ہوئے اور کہنے لگے تم نے ہم کو غنیمت سے محروم کیا۔ جب وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے آپ سے بیان کیا جو کام میں نے کیا تھا آپ نے مجھے بُلا بھیجا اور میری تعریف کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے ہر آدمی کے بدلے میں جو اس موضع میں تھا اتنا اتنا ثواب دیا ہے، عبدالرحمٰن نے کہا میں بھول گیا اس ثواب کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا پھر فرمایا آپ نے میں تیرے لیے ایک وصیت نامہ لکھے دیتا ہوں آپ نے اس کو لکھا اور اس پر مہر کی اور مجھے دے دیا۔

درج بالا حدیث سے پتہ چلتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجاہدین کو نصیحت کی تھی کہ حملہ کرتے وقت سمٹ کر حملہ کیا کریں اور گھر میں آرام سے بیٹھے ہوئے لوگوں پر حملہ نہ کریں اور نہ ہی گھروں میں جا کر مال غنیمت حاصل کریں اس کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اعلان کروایا تھا کہ جو شخص لوگوں کو گھروں میں تنگ کرے گا یا لوٹ مار کرے گا۔

اس کا جہاد قبول نہیں ہوگا درج بالا حدیث واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف ان لوگوں

سے جہاد کرنے کی اجازت دی تھی جو مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرتے تھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان کروایا تھا کہ جو لڑائی میں حصہ نہیں لینا چاہتا ان کو کچھ نہ کہا جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کا اتنا اثر ہوا کہ اس کے بعد لوگ اس طرح پڑاوَ ڈالتے تھے کہ ایک چادر تان دی جاتی تھی اور سب اس کے نیچے آجاتے تھے تاکہ کوئی بھاگنا چاہتا ہے تو بھاگ جائے۔

درج بالا احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجاہدین اسلام کو مالِ غنیمت کے حصول سے روکنے کی پوری کوشش کی تھی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح الفاظ میں مجاہدین اسلام کو بتایا تھا کہ جو شخص جہاد کرتا ہے اور کچھ دنیاوی فائدہ بھی چاہتا ہے تو اس کو جہاد کا کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالِ غنیمت کی ممانعت تدریجاً کی تھی جس طرح شراب کی ممانعت تدریجاً ہوئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالِ غنیمت کے حصول کی ممانعت تدریجاً اس لئے کی کہ پہلے مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی محبت راسخ ہو جائے اسی طرح دوسری حدیث کے مطابق کہ جب ایک صحابی نے لوگوں کو کہا کہ مسلمان ہو جاوَ تو تمہاری جان بچ جائے گی تو ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور حملہ سے بچ گئے اس پر ان کے ساتھی ان سے ناراض ہوئے کہ ہمیں آپ نے مالِ غنیمت سے محروم کر دیا ہے اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو ایک ایک آدمی چھوڑنے کے بدلے میں بہت زیادہ ثواب ملے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو مالِ غنیمت کے حصول سے روکنے کی کوشش کی تھی۔

مالِ غنیمت کا حصول جہاد کے ثواب کو کم کر دیتا ہے:

آنحضرتؐ نے تدریجاً مالِ غنیمت کی اصلاح کی آنحضرتؐ نے موقع بہ موقع اس مسئلہ کو زیادہ وضاحت سے بیان فرمایا تھا ایک شخص نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ کوئی شخص غنیمت کیلئے کوئی نام کیلئے، کوئی اظہار شجاعت کیلئے جہاد کرتا ہے کس کا جہاد خدا کی راہ میں سمجھا جائیگا آنحضرتؐ نے فرمایا:

عن ابی موسیٰ رضی الله عنه قال جآء رجل الی النبّی صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم فقال الرجل یقاتل للغنم والرجل یُقاتل للذکر والرجل یُقاتل لیریٰ مکانه فمن فی سبیل الله قال من قتل لتکون کلمة اللّٰہ هی العلیا فهو فی سبیل اللّٰہ. (۳۵)

حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ کر

عرض کی کوئی غنیمت کے لیے لڑتا ہے اور کوئی ناموری کے لیے جہاد کرتا ہے اور کوئی شخص ذاتی بہادری کے لیے لڑتا ہے تو فی سبیل اللہ مجاہد کون ہے آپؐ نے فرمایا وہ شخص جو محض اس کے لیے لڑے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو تو وہی مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔

بالآخر آپؐ نے یہ فرمادیا کہ گو جہاد کسی نیت سے کیا جائے لیکن اگر مجاہد مال غنیمت قبول کرتا ہے تو دو تہائی ثواب کم ہو جاتا ہے پورا ثواب اسی وقت ملتا ہے جب غنیمت کو مطلق ہاتھ نہ لگائے۔ صحیح مسلم میں آپؐ کا فرمان ان الفاظ میں مذکور ہے۔

ما من غازية تغزو فی سبيل اللّٰهِ فيصيبون الغنيمة الا تجعلو ثلثی اجرهم من الأخرة ويبقی لهم الثلث وان لم يصيبوا غنيمة ثم لهم اجرهم . (۳۶)

جو غازی خدا کی راہ میں لڑتا ہے اور مال غنیمت لیتا ہے وہ آخرت کے ثواب کا دو ثلث یہیں لیتا ہے اور آخرت میں اس کا حصہ صرف ایک تہائی رہ جاتا ہے اگر غنیمت مطلق نہ لے تو اس کو آخرت میں پورا اجر ملے گا۔

درج بالا حدیث سے واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجاہدین کو مال غنیمت کے حصول سے تدریجاً روکا تھا جوں جوں صحابہ کرام کے دل میں اسلام کی محبت راسخ ہوتی گئی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو مال غنیمت کے حصول سے روکا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کس کا جہاد خدا کی راہ میں مقبول ہے اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کا جہاد مقبول ہوگا جو اس لیے لڑتا ہے کہ خدا کا بول بالا ہو لیکن اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو یہ بھی بتایا کہ گو جہاد جس نیت سے بھی کیا جائے اگر مجاہد مال غنیمت لیتا ہے تو اس کا دو تہائی ثواب کم ہو جائے گا جہاد کا پورا ثواب صرف اسی کو ملے گا جو مال غنیمت کو بالکل ہاتھ نہیں لگائے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجاہدین اسلام کو مال غنیمت کے حصول سے روکنے کی کوشش کی ہے اور نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجاہدین کو لوٹنے کی ترغیب دی ہے۔

لوٹ مار کی ممانعت:

آنحضرتؐ نے مال غنیمت کو تدریجاً ممنوع قرار دیا آپؐ نے پہلے مال غنیمت کے متعلق فرمایا کہ جو مال غنیمت وصول کرے گا اس کا دو تہائی ثواب کم ہو جائیگا۔ کچھ عرصہ بعد آپؐ نے مال غنیمت کو سختی سے ممنوع قرار

دیا اور بالکل اس طریقے کو روک دیا۔ ابوداؤد میں ایک انصاری سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ ایک مہم پر گئے نہایت تنگ حالی اور مصیبت پیش آئی۔ اتفاق سے بکریوں کا ریوڑ نظر آیا۔ سب ٹوٹ پڑے اور بکریاں لوٹ لیں آنحضرتؐ کو خبر ہوئی آپؐ موقع پر تشریف لائے تو گوشت پک رہا تھا اور ہانڈیاں ابال کھا رہی تھیں۔ آپؐ کے ہاتھ میں کمان تھی آپؐ نے اس سے ہانڈیاں الٹ دیں اور سارا گوشت خاک میں مل گیا پھر فرمایا ''لوٹ کا مال مردار گوشت کے برابر ہے۔''

سنن ابی داؤد میں یہ واقعہ ان الفاظ میں درج ہے:

حدثنا هناد بن السری ثنا ابو الاحوص عن عاصم یعنی ابن کلیب عن ابیه عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی سفر فاصاب الناس حاجة شدید ۃ وجهد فاصابوا غنمافانتهبوها فان قدورنا لتغلی اذجاء رسول الله صلی الله علیه وسلم یمشی علی قوسه فاکفأقدورنا بقوسه ثم جعل یرمل اللحم بالتراب ثم قال ان النهبة لیست باحل من المیتة وان المیتة لیست باحل من نهبة. (۳۷)

ہناد بن سری ابوالاحوص، عاصم بن کلیب، ان کے والد ایک انصاری سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے ایک سفر میں لوگوں کو اس سفر میں بڑی احتیاج اور تکلیف ہوئی (کھانے اور پینے کی) پھر کچھ بکریاں ملیں ہر ایک شخص نے جو پایا لوٹ لیا (اور تقسیم نہ کیا) تو گوشت ہماری دیگوں میں ابل رہا تھا اتنے میں آپؐ آئے اپنی کمان ٹیکتے ہوئے اور آپؐ نے اپنی کمان سے ہماری ہانڈیوں کو الٹ دیا اور بوٹیوں کو مٹی میں لتھیڑنا شروع کر دیا اور فرمایا لوٹ کا مال مردار سے کچھ کم نہیں یا فرمایا کہ مردار لوٹ مار کے مال سے کچھ کم نہیں ہے۔

درج بالا احادیث سے واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجاہدین اسلام کو مال غنیمت کے حصول سے تدریجاً روکا تھا پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجاہدین کو بتایا کہ جو مال غنیمت وصول کرے گا تو اس کو دو تہائی ثواب کم ملے گا اس سے مجاہدین کے ذہن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان آ گیا کہ اگر ہم مال غنیمت وصول کریں گے تو ہمیں جہاد کا پورا ثواب نہیں ملے گا اس کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب ایک شخص

نے پوچھا کہ ایک شخص خدا کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور کچھ دنیاوی فائدہ بھی چاہتا ہے تو اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص جہاد کرتا ہے اور تھوڑا سا بھی مال غنیمت بھی وصول کر لیتا ہے تو اس کو جہاد کا ثواب نہیں ملے گا جہاد کا ثواب صرف اسی کو ملے گا جو ذرا بھر بھی مال غنیمت وصول نہ کرے گا اس کے بعد آپؐ نے مجاہدین کو مال غنیمت سے عملاً روکا آپؐ نے پکتے ہوئے گوشت کو جب کہ وہ ابال کھا رہا تھا الٹا دیا اور سارے گوشت کو خاک میں ملا دیا حالانکہ اس وقت مجاہدین سخت بھوک کی حالت میں تھے درج بالا احادیث سے واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تدریجاً مسلمانوں کو مال غنیمت کے حصول سے روکا پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو زبان سے روکا اس کے بعد آپؐ نے ہاتھ سے مسلمانوں کو اس کام سے روکا تھا۔

پیغمبر اسلام کے جہاد کے مقاصد:

۱۔ پیغمبر اسلام کے غزوات اور سرایا کا مقصد قتل و غارت اور لوٹ مار ہرگز نہ تھا زیادہ تر غزوات و سرایا کا مقصد دفاع تھا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نازک موقع پر اگر دفاع کی کوشش نہ کرتے تو کفار مسلمانوں کا نام ونشان مٹا دیتے۔

۲۔ کچھ سریے مختلف مقامات پر اس مقصد کے لیے بھیجے جاتے تھے کہ دشمن کی نقل و حرکت سے اندازہ لگا کر موثر اقدامات کئے جائیں ان دستوں کے بھیجنے کا مقصد حملہ یا لوٹ مار نہیں ہوتا تھا کیونکہ اکثر دستوں میں دس بارہ آدمیوں سے زیادہ نہیں ہوتے تھے۔ اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اتنے کم آدمی لڑنے یا لوٹنے کیلئے نہیں بھیجے جاتے ان دستوں کے بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ جب کوئی مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کرے تو فوراً خبر مل جائے اور جہاد کی تیاری کر لی جائے اکثر سرایا اسی قسم کے تھے اس لئے مثال کے طور پر چند سرایا کا ذکر کرتے ہیں۔

سریہ غطفان کا سبب یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر پہنچی کہ قبیلہ بنو ثعلبہ اور محارب کی ایک فوج ذوامر میں اس غرض سے جمع ہوئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف حملہ کرے اس فوج کو ایک شخص نے فراہم کیا جس کا نام دعثور ہے۔ (۳۸)

سریہ ابوسلمہ کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر لگی کہ طلحہ اور سلمہ دونوں اپنی قوم اور پیروؤں کو لے کر رسول اللہؐ سے لڑنے کے لئے روانہ ہوئے ہیں۔ (۳۹)

سریہ عبداللہ بن انیس کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہؐ کو خبر ملی سفیان بن خالد اپنے قبیلہ کو اور باہر کے لوگوں کو آنحضرتؐ سے لڑنے کے لیے جمع کر رہا ہے۔ (۴۰)

غزوہ ذات الرقاع کی وجہ یہ تھی کہ ایک جاسوس نے صحابہؓ کو اطلاع کی کہ انمار اور ثعلبہ وغیرہ مسلمانوں سے لڑنے کے لئے فوجیں جمع کر رہے ہیں۔(۴۱)

غزوہ دومتہ الجندل کے بارے میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ملی کہ دومتہ الجندل میں ایک گروہ کثیر جمع ہے اور مدینہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔(۴۲)

غزوہ مریسیع کے بارے میں ہے کہ قبیلہ بنومصطلق جو خزاعہ کی شاخ ہے اور یہ لوگ بنو مدلج کے حلیف ہیں اور ان کا سردار حارث بن ضرار تھا وہ اپنی قوم کو اور نیز اور لوگوں کو جو اس کے قابو میں تھے لے کر چلا اور لوگوں کو رسول اللہؐ سے لڑنے کی دعوت دی اور لوگوں نے منظور کی۔(۴۳)

سریہ فدک کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرتؐ کو معلوم ہوا کہ بنوسعد فدک میں یہودِ خیبر کی کمک کیلئے فوج جمع کر رہے ہیں۔ سریہ بشیر بن سعد کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہؐ کو خبر پہنچی کہ غطفان کا ایک گروہ مقام جناب میں جمع ہے اور ان سے عینیہ بن حصن نے وعدہ کیا ہے کہ ان کے ساتھ مل کر رسول اللہؐ پر حملہ آور ہوگا۔(۴۴)

سریہ عمرو بن العاص کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہؐ کو خبر ملی کہ قضاعہ کا ایک گروہ اس لیے جمع ہے کہ رسول اللہؐ کی طرف بڑھے۔

۳۔ کچھ سریے اس مقصد کے لئے روانہ کئے جاتے کہ قریش کی تجارت کی روک ٹوک ہوتا کہ وہ مجبور ہو کر مسلمانوں سے صلح کا معاہدہ کریں اور مسلمانوں کو حج وعمرہ کی اجازت دیں۔ اصل فساد کی جڑ قریش مکہ تھے جنگ احد میں صرف قریش مکہ نے مسلمانوں سے جنگ نہیں کی بلکہ ان کے ساتھ کئی اور قبائل بھی تھے۔ جنگ خندق کے موقع پر تو عرب کے بہت سے قبائل مسلمانوں کو ختم کرنے کیلئے متحدہ ہو کر مدینہ پر حملہ کرنے کیلئے آئے تھے اور یہودی قبائل بھی قریش کے ساتھ مل گئے تھے۔

پیغمبر اسلام نے جن جن قبائل کی طرف جنگ کی پیش قدمی کی تھی وہ پہلے مسلمانوں کے خلاف قریش مکہ کے ساتھ تھے اور انہوں نے مسلمانوں کے خلاف پہلے پیش قدمی ضرور کی تھی ان قبائل کو ان کی شرارت کی سزا دینے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش قدمی کی تھی اسی روک ٹوک کی وجہ سے قریش صلح کرنے پر مجبور ہو گئے آخر کار مسلمانوں اور قریش میں صلح حدیبیہ طے پایا اس کے بعد مسلمان قریش کے تجارتی قافلوں کی حفاظت اور دیکھ بھال کرتے تھے صلح حدیبیہ کی رو سے مسلمانوں کو چند شرائط کی بنیاد پر حج کی اجازت مل گئی۔

۴۔ پیغمبر اسلام کے غزوات وسرایا کا مقصد مشرکین مکہ اور مشرکین اہل عرب کے ظلم وستم سے نجات حاصل کرنا تھا اگر مسلمان سہم کر بیٹھ جاتے تو مشرکین اہل عرب کے ظلم وستم سے کیسے نجات حاصل کرتے پیغمبر اسلام کے جہاد کے ذریعے نہ صرف مسلمانوں کو ظلم وستم سے نجات حاصل ہوئی بلکہ پورے عرب میں ظلم وستم اور لوٹ مار کا خاتمہ ہوگیا۔ پیغمبر اسلام کے غزوات وسرایا کا مقصد تجارت کی آزادی، امن و امان اور مشرکین مکہ اور مشرکین اہل عرب کے ظلم وستم سے نجات حاصل کرنا تھا اس کی وضاحت کے لیے صرف دو تین مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

سریہ زید بن حارثہ کی وجہ یہ بنی تھی کہ حضرت زید مال تجارت لے کر شام گئے تھے واپسی پر جب وادی قریٰ کے قریب پہنچے تو بنوفزارہ کے لوگوں نے آکر ان کو مارا پیٹا تمام مال واسباب لوٹ لیا آنحضرتؐ نے ان کی سرکوبی کے لیے تھوڑی سی فوج بھیجی جس نے ان لوگوں کو سزا دی۔(۴۵)

۶ ہجری میں اس واقعہ سے پہلے آنحضرتؐ نے حضرت وحیہ کلبیؓ کو خط دے کر قیصر کے پاس بھیجا تھا۔ واپسی پر جب حضرت وحیہ کلبیؓ بھی پہنچے تو ہنید نے چند آدمیوں کے ساتھ ان پر ڈاکہ ڈالا جو کچھ ان کے پاس تھا سب کچھ چھین لیا بدن کے کپڑے بھی چھین لیے آنحضرتؐ نے اس کے تدارک کیلئے حضرت زیدؓ کو بھیجا۔(۴۶)

غزوہ دومتہ الجندل کی وجہ یہ تھی کی آنحضرتؐ کو خبر ملی کہ دومتہ الجندل جو مدینہ منورہ سے شام کی جانب پندرہ منزل پر ہے ایک بڑا گروہ جمع ہوگیا ہے جو تاجروں کو ستاتا ہے اس کے تدارک کیلئے آپؐ خود تشریف لے گئے لیکن وہ لوگ منتشر ہو گئے تھے آپؐ نے چند روز تک وہاں قیام کیا اور ان لوگوں کی سرکوبی کیلئے تمام اطراف میں فوج کی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں بھیج دیں۔(۴۷)

غزوہ غابہ کے بارے میں ہے کہ ۶ ہجری میں قبیلہ فزارہ کی آبادی میں قحط پڑا عینیہ بن حصن جو یہاں کا رئیس تھا آنحضرتؐ نے اس کو اسلامی حدود میں مویشی چرانے کی اجازت دی لیکن ۶ ہجری میں اسی عینیہ نے غابہ پر جو مدینہ کی چراگاہ تھی حملہ کیا اور آنحضرتؐ کی بیس اونٹنیاں لوٹ لیں اس چراگاہ کے محافظ حضرت ابوذر کے بیٹے کو قتل کر دیا۔(۴۸)

۵۔ پیغمبرؐ اسلام کے غزوات وسرایا کا سب سے بڑا مقصد پوری دنیا میں اسلام کی تبلیغ کرنا تھا اسلام کی تبلیغ کیلئے ضروری تھا کہ ہر طرف امن و امان ہو اور کوئی اسلام کی اشاعت میں رکاوٹ نہ بنے چونکہ عرب میں امن و امان نہ تھا دعوتِ اسلام کیلئے جو مسلمان جاتے تھے ان کی زندگیاں خطرے میں ہو

تی تھیں بلکہ کئی صحابہؓ کو شہید بھی کیا گیا سریہ بئر معونہ کے بارے میں ہے کہ صفر ۴ ہجری میں آنحضرتؐ نے ستر داعیان اسلام کی جماعت قبیلہ کلاب میں رئیس قبیلہ کی دعوت پر اشاعت اسلام کیلئے بھیجی گئی لیکن بئر معونہ کے قریب قبائل رعل وذکوان نے تمام صحابہؓ کو شہید کر دیا۔(۴۹)

سریہ مرثد وغزوہ بنی الحیان کے بارے میں ہے کہ بنو الحیان نے آنحضرتؐ سے درخواست کی کہ اسلام کی اشاعت کیلئے ہمارے پاس ایک جماعت بھیجیں۔آنحضرتؐ نے دس صحابہ کو اسلام کی اشاعت کیلئے ان کے ساتھ روانہ کیا۔صحابہ کی اس جماعت میں حضرت عاصمؓ اور حضرت خبیب بھی شامل تھے رجیع کے مقام پر بنولحیان نے ان پر حملہ کیا ایک صحابی کے علاوہ سب کو شہید کر دیا ۶ ہجری میں بنولحیان کی تعزیر کیلئے مہم بھیجی گئی لیکن کامیابی نہ ہوئی کیونکہ وہ سن کر بھاگ گئے تھے۔(۵۰)

سریہ کعب بن عمیرؓ کے بارے میں مختصراً یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے ربیع الاوّل ۸ ہجری میں حضرت کعب بن عمیر غفاریؓ کو پندرہ آدمیوں کی جماعت کے ساتھ دعوت اسلام کیلئے ذات اطلاح کی طرف بھیجا صحابہؓ نے ان کو اسلام کی دعوت دی انہوں نے صحابہ پر حملہ کر دیا یہ جماعت بھی کل کی کل شہید ہوئی سوائے ایک صحابہؓ کے جنہوں نے مدینہ میں آ کر اطلاع دی۔(۵۱)

پیغمبر اسلام کے غزوات وسرایا کا سب سے بڑا مقصد پوری دنیا میں اسلام کی تبلیغ کرنا تھا خلفائے راشدین کے دور میں اسلام کہیں سے کہیں پھیل گیا تھا۔

حاصل کلام:

عرب کے جن قبائل سے مسلمانوں کے غزوات وسرایا ہوئے وہ تمام قبائل قریش مکہ کے جدی اور شخص واحد الیاس بن مضر کی اولاد تھے آنحضرتؐ کے ساتھ جن قبائل کے غزوات وسرایا ہوئے وہ آنحضرتؐ کے جدی بھائیوں کے غیض وغضب کی وجہ سے تھا۔اہل مکہ کے ساتھ مسلمانوں کا پہلا غزوہ بدر تھا اس کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ غزوہ بدر میں مسلمانوں کے خلاف قریش کی کن کن قبائل نے مدد کی تھی۔قریش مدینہ پر حملہ کرنے میں تذبذب کا شکار تھے سراقہ بن مالک جو اس علاقے کا سردار تھا جب اسے پتہ چلا کہ قریش ہماری وجہ سے مسلمانوں کے خلاف جنگ نہیں کر رہے سراقہ قریش کے پاس گیا ان سے دوبارہ معاہدہ کیا اور ان کو مدد کی یقین دہانی کرائی۔الاحابیش اور بنومصطلق بھی سراقہ کے ساتھ اس معاہدہ میں شامل تھے مسلمانوں کے ساتھ قریش کی پہلی جنگ میں بھی الاحابیش اور بنومصطلق قریش کے ساتھ عملی طور پر شامل تھے۔ الاحابیش وہی بنو کنعانہ ہیں احابیش میں بنونضر، بنومالک اور مطیبین شامل ہیں بنومصطلق میں بنوتیم، بنوکلاب، بنوقصی، بنوسہم،

بنومرہ، بنوجمح بنوسہیص وغیرہ شامل ہیں جب بدر میں قریش کو شکست ہوئی تو سراقہ کو بہت افسوس ہوا کہ اس نے مسلمانوں کے خلاف قریش کی پوری پوری مدد کیوں نہ کی چنانچہ اس کی تلافی کرنے کے لیے غزوہ احد میں سراقہ عملاً جنگ میں شامل ہوا غزوہ احد میں قریش کا لشکر تین ہزار افراد پر مشتمل تھا اس لشکر میں قریش صرف ایک ہزار کی تعداد میں تھے باقی دو ہزار باقی قبائل کے تھے جو الیاس بن مضر کی اولاد ہیں غزوہ احد میں قریش کے ساتھ بنومصطلق بنوہون بنوخزیمہ اور بنوثقیف شامل تھے۔ وہ قبائل جنہوں نے غزوہ احد میں قریش کی مدد نہ کی تھی غزوہ خندق کے موقع پر مسلمانوں کے خلاف تمام قبائل قریش کے ساتھ شامل ہو گئے۔ غزوہ خندق کے موقع پر مندرجہ ذیل قبائل مسلمانوں کے خلاف قریش کے ساتھ شامل تھے بنوسلیم، بنواسد، بنومرہ، بنواشجع، بنوغطفان، بنوعبس، بنودیان، بنوالعشراء، بنوسعد، بنوحشراء، بنوشجیع، بنوفزارہ، یہودان خیبر و نواحی فدک وام القریٰ اور قبیلہ ہوازن یہودان بنوقریظہ نے قریش کو آلات کثیرہ سے اور عملاً بھی امداد دی تھی ان تمام قبائل کے فریق بن جانے کے بعد ہر ایک کے لیے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں نے اسی وجہ سے ان قبائل کے خلاف بعد میں طاقت کا مظاہرہ کیا تھا بعد کے تمام غزوات و سرایا کی یہی وجہ تھی کہ انہوں نے غزوہ احد اور غزوہ خندق میں مسلمانوں پر حملہ کیا تھا غرض کوئی قبیلہ ایسا نہیں تھا جن پر مسلمانوں نے حملہ کرنے میں پہل کی ہو جب انہوں نے بار بار حملے کیے تب آنحضرتؐ نے ان کے جواب میں ان کے خلاف کاروائی کی اہل مکہ جنہوں نے مسلمانوں کو طرح طرح کی اذیتیں دیں ان کی جائیدادیں ان کے گھر، ان کے مال سب کچھ لوٹ لیے پھر بھی مسلمانوں کو سکون کا سانس نہ لینے دیا اب ان حالات میں مسلمان کیا کرتے کیا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہتے اگر اس وقت مسلمان ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہتے تو کافر مسلمانوں کا نام و نشان بھی صفحہ ہستی سے مٹا دیتے آنحضرتؐ نے دس سالہ مدنی دور میں مختصر جانی و مالی نقصان کے بعد عرب میں امن و امان قائم کیا وہ لوگ جو ڈاکو اور رہزن تھے وہ لوگوں کے محافظ بن گئے آنحضرتؐ کی یہ بشارت پوری ہوگئی جس میں آنحضرتؐ نے عدیؓ سے فرمایا تھا کہ اگر تم زندہ رہو گے تو دیکھو گے کہ حیرہ سے ایک پردہ نشین عورت چل کر خانہ کعبہ کا طواف کرے گی۔ اور اس کو خدا کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا عدیؓ کے دل میں یہ بات کھٹکتی تھی کہ آخر قبیلہ طے کے ڈاکوؤں کو کیا ہو جائے گا جنہوں نے تمام ملک میں آگ لگا رکھی ہے لیکن عدیؓ کا بیان ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ حیرہ سے ایک پردہ نشین عورت تنہا چل کر آتی ہے اور خانہ کعبہ کا طواف کر کے واپس جاتی ہے اور اس کو خدا کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوتا۔

حضرت خباب بن ارتؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی کہ آپ

ؐ اللہ سے ہمارے لیے دعا کیوں نہیں کرتے اس پر آپ نے ان کو صبر کی تاکید کی اور اس کے بعد فرمایا خدا کی قسم دین کامل ہوگا یہاں تک کہ سوار صنعا سے حضر موت تک چلا جائے گا اور اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا اور نہ کوئی شخص اپنی بکریوں کے لیے بھیڑ یے کا خوف کرے گا تم بہت جلدی کرتے ہو آنحضرتؐ کی یہ بشارت پوری ہوئی ہر طرف امن و امان قائم ہوا، انصاف کا بول بالا ہوا لوگوں کو ظلم و ستم سے نجات ملی سود کا خاتمہ ہوا اسلام کہیں سے کہیں تک پھیل گیا غرض کہ ایسا مثالی اسلامی معاشرہ قائم ہوا جس کی مثال تاریخ انسانیت میں نہیں ملتی۔

حوالہ جات وحواشی

1۔ لاہز، عماد الدین، واقعات عمادیہ، www.muhammadadanism.org، ص2
2۔ لاہز، عماد الدین، واقعات عمادیہ، ص 2
3۔ لاہز، عماد الدین، واقعات عمادیہ، ص 3
4۔ لاہز، عماد الدین، واقعات عمادیہ، ص 5
5۔ لاہز، عماد الدین، واقعات عمادیہ، ص 6
6۔ لاہز، عماد الدین، واقعات عمادیہ، ص 7
7۔ القرآن: مریم19:71
8۔ لاہز، عماد الدین، واقعات عمادیہ، ص 12
9۔ لاہز، عماد الدین، واقعات عمادیہ، ص 17
10۔ لاہز، عماد الدین، واقعات عمادیہ، ص 18
11۔ لاہز، عماد الدین، واقعات عمادیہ، ص 21
12۔ لاہز، عماد الدین، واقعات عمادیہ، ص 22
13۔ لاہز، عماد الدین، واقعات عمادیہ، www.wikipedia.org
14۔ لاہز، عماد الدین، Life of Muhammad، ص11
15۔ لاہز، عماد الدین، تحقیق الایمان، مشن پریس الہ آباد، 1870، ص11
16۔ لاہز، عماد الدین، تحقیق الایمان، ص46
17۔ لاہز، عماد الدین، تحقیق الایمان، ص58
18۔ لاہز، عماد الدین، تحقیق الایمان، ص140

19۔ لاہز، عمادالدین، آثار قیامت، مطبع آفتاب لاہور، 1870، ص 3
20۔ لاہز، عمادالدین، آثار قیامت، ص3
21۔ لاہز، عمادالدین، آثار قیامت، ص24
22۔ www.wikipedia.org
23۔ شبلی نعمانی، سیرت النبیؐ، نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد، س ن، ج اول، ص545
24۔ پرانا عہد نامہ، کتاب استثناء، بائیبل سوسائٹی انارکلی بازار لاہور، 1993، باب 20، آیت10-14
25۔ پرانا عہد نامہ، کتاب گنتی، بائیبل سوسائٹی انارکلی بازار لاہور، 1993، باب 31، آیت 7- 10
26۔ ابن سعد، طبقات ابن سعد، مترجم عبداللہ العمادی، نفیس اکیڈمی کراچی، 1983، ج اول، ص 438
27۔ ابن جریر طبری، ابوجعفر محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، مترجم سید محمد ابراہیم، نفیس اکیڈمی کراچی، س ن، ج اوّل، ص405
28۔ ابن جریر طبری، ابوجعفر محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، مترجم سید محمد ابراہیم، نفیس اکیڈمی کراچی، س ن، ج اوّل، ص406
29۔ البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتب خانہ دارالاشاعت کراچی، 1981، ج دوم، حدیث492
30۔ ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج اول، ص458
31۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعت، سنن ابی داؤد، نعمانی کتب خانہ لاہور، 1987، ج اوّل، کتاب الجہاد، باب 352، حدیث858
32۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعت، سنن ابی داؤد، نعمانی کتب خانہ لاہور، 1987، ج اوّل، کتاب الجہاد، باب352، حدیث 857
33۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعت، سنن ابی داؤد، نعمانی کتب خانہ لاہور، 1987، ج دوم، باب 282، حدیث745
34۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعت، سنن ابی داؤد، نعمانی کتب خانہ لاہور، 1987، ج سوم، کتاب الادب، حدیث1645
35۔ البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، مترجم علامہ حسین بن مبارک، کتب خانہ

دارالاشاعت کراچی، 1981ء، ج دوم، کتاب الجہاد، حدیث 44

36۔ مسلم، ابوالحسین بن حجاج القشیری، الجامع الصحیح، فرید بک سٹال اردو بازار لاہور، 2005ء، ج پنجم، کتاب الامارہ، حدیث 4925

37۔ ابو داؤد سلیمان بن اشعت، سنن ابی داؤد، نعمانی کتب خانہ لاہور، 1987، ج دوم، کتاب الجہاد، باب 393، حدیث 933

38۔ ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج اوّل، ص335

39۔ ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج اول، ص349

40۔ ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج اول، ص350

41۔ ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج اول، ص360

42۔ ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج اول، ص361

43۔ ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج اول، ص362

44۔ ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج اول، ص415

45۔ ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج اول، ص389

46۔ ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج اول، ص387

47۔ ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج اول، ص362

48۔ ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج اول، ص380

49۔ ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج اول، ص352

50۔ ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج اول، ص355

51۔ ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج اول، ص421